شریعت میں ضرورت کا اعتبار

مفتی محمد اسماعیل الہندی

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے انسان کا مقصد حیات عبادت کو متعین فرمایا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (سورۃ ذاریات۔۵۶)

الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (ملک۔۱)

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ شریعت نے اوامر ومناہی کے ذریعہ عبادت کی کامل اور صحیح ادائیگی کیلئے ایک طرف انسان کے جان وجسم کے صحیح سالم ہونے کی رعایت فرمائی ہے تو دوسری طرف مامور بہ عمل کے تحت الوسع والاستطاعت ہونے کی اور ناقابل برداشت مشقت سے خالی ہونے کی رعایت فرمائی ہے۔

لہٰذا ہلاکت جان وجسم کے واقعی اندیشہ کی حالت میں (حالت ضرورت میں) مسلمان کے جسم وجان کی حفاظت وسلامتی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے محرمات ماکولہ ومشروبہ کو استعمال کرکے اور کلمہ کفر صرف زبان پر جاری کرکے اپنی جان اور جسم کی حفاظت کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) وقدفصل لکم ما حرم علیکم الاماضطررتم الیہ (الانعام۔۱۱۹)

(۲) فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان اللّٰہ غفور رحیم (المائدۃ۔۳)

(۳) فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (البقرہ۔۱۷۳)

(۴) من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان (النحل۔۱۰۶)

مکلّف سے مختلف عوارض وموانع کی وجہ سے مامور بہ کی ادائیگی میں تکلیف مالایطاق اور حرج و مشقت شدیدہ کی نفی فرمائی ہے۔

(۱) لایکلف اللہ نفسا الاوسعھا (البقرۃ.۲۸۶)

(۲) مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (المائدۃ.۶)

(۳) وما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج.۷۸)

(۴) لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج۔(النور۔۶۱)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو آسان فرمایا ہے اور اس کے احکام میں تخفیف عطا فرمائی ہے۔

(۱) یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (البقرۃ.۱۸۵)

(اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا)

(۲) یریداللہ ان یخفف عنکم (النساء۔۲۸)

(اللہ تعالیٰ تم پر تخفیف کرنا چاہتا ہے)

(۳) ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (الاعراف۔۱۵۷)

ذخیرہ احادیث شریفہ میں بہت سی احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے جسم وجان کی حفاظت کے لئے ضرورت یا حاجت اور مشقت شدیدہ کا اعتبار فرمایا ہے اور ایسی حالت میں محرمات کے استعمال کی اجازت بیان فرمائی ہے، لہٰذا ضرورت یا مشقت شدیدہ کی وجہ سے مرد کیلئے ریشم اور سونے کے استعمال اور اکل میتۃ کی اجازت وغیرہ سے متعلق یہاں کچھ حدیثیں نقل کرتا ہوں:

(۱) عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال رخص رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعبد الرحمن بن عوف وللزبیر بن العوام رضی اللّٰہ عنھما فی قمیص الحریر فی السفر من حکمۃ کانت بھما۔

(ابوداؤد شریف صفحہ ۵۶۱ کتاب اللباس)

(انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو سفر میں ایک تکلیف ہوجانے کے سبب ریشمی قمیص پہننے کی رخصت عطا فرمائی)

(۲) عن عرفجۃ بن اسعد رضی اللّٰہ عنہ قال اصیب انفی یوم الکلاب فی الجاھلیۃ فاتخذت ورق فانتن علی فامرنی رسول اللّٰہ ان اتخذ انفا من ذھب۔ (الترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۰۶)

(عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں یوم الکلاب کے موقع پر میری ناک کٹ گئی تھی چنانچہ میں نے چاندی کی ناک لگوائی مگر اس میں

بدبو پیدا ہوجایا کرتی تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے مجھے سونے کی ناک بنوا کر لگوانے کا حکم دیا)

(۳) عن جابر بن عبداللہ قال کان رسول اللہ فی سفر فرئای زحاما، ورجلا قد ظلل علیه فقال ما هذا؟ قالوا صائم قال لیس من البر الصیام فی السفر، وفی روایة اخری وعلیکم برخصة اللہ التی رخص لک۔ (بخاری، القواعد الفقہیۃ صفحہ ۲۶۷ للشیخ علی احمد ندوی)

(حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کے دوران ایک شخص کے پاس ازدحام (رش) دیکھا تو فرمایا کیا ماجرا ہے؟ کہا گیا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں، اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ: تم لوگ اللہ کی دی ہوئی رخصت سے استفادہ کرو)

(۴) عن جابر بن سمرة ان اهل بیت کانوا بالحرة محتاجین قال فماتت عندهم ناقة لهم او لغیرهم فرخص لهم رسول اللہ فی اکلها (احمد)

(حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حرۃ کے موقع پر ایک ایسا گھرانا تھا جو محتاج (بہت ہی غریب وضرورت مند) تھے، اور ان کی یا کسی اور کی ایک اونٹنی مر گئی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس مری اونٹنی کا گوشت کھانے کی اجازت دے دی)

احادیث شریفہ میں بھی دین اسلام کو آسان بتلایا گیا ہے:

(۱) عن ابی بن کعبؓ قال اقرانی النبی ﷺ "ان الدین عنداللہ الحنیفیة السمحة، لا الیهودیة ولاالنصرانیة و هذا مما نسخ لفظه و بقی معناء (حاشیۃ القواعد الفقہیہ۔۲۶۷)

(ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

(۲) ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبه فسددوا وقاربوا و

ابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ و شیئی من الدلجه
(صحیح بخاری بحوالہ القواعد ۲٦۷)

(بے شک دین آسانی ہے

حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد وعمل سے حسب طاقت اعمال کو اور آسانی کو اختیار کرنے کے لئے فرمایا ہے۔

(۱) عن انسؓ عن النبی ﷺ قال یسروا ولاتعسرو او بشروا ولا تنفروا (بخاری، القواعد جلد ۱ صفحہ ۲٦۸)

(انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو اور تنگی نہ پیدا کرو بشارتیں دو اور نفرتیں نہ پھیلاؤ)

(۲) عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ اذا امرهم، امرهم من الاعمال بما یطیقون۔ (بخاری، القواعد صفحہ (۲٦۸)

(ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جب بھی حکم دیا تو ایسے احکام کا حکم دیا جو قابل برداشت تھے)

حضرت رسول اللہ ﷺ نے احکام دین میں مشقت شدیدہ، ضرورت جس کو مستلزم ہے اس کی بھی نفی فرمائی ہے۔

(۱) عن عبداللہ بن عباسؓ قال اعتم النبی ﷺ بالعشاء، فخرج عمر، فقال الصلوۃ یارسول اللّٰہ! رقد النساء والصبیان، فخرج و راسه یقطر یقوله لو لا ان اشق علی امتی او علی الناس لامرتهم لهذه الصلوۃ هذه الساعة (بخاری، القواعد صفحہ ۲٦۹)

(۲) وکذلک قوله صلی اللّٰہ علیه وسلم لو لا ان اشق علی المومنین وفی روایة علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل صلوۃ۔
(مسلم، القواعد صفحہ ۲٦۹)

(اسی طرح فرمایا کہ اگر مومنوں پر یہ امر دشوار نہ ہوتا، ایک روایت میں ہے اگر میری امت پر یہ دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز سے قبل مسواک کا حکم دیتا)

فلک بہ مردم نادان دھد زمام مراد ......☆......تو اھل فضلی و دانش، ھمین گناھت بس

مذکورہ بالا نصوص قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر جمہور فقہاء کرام نے شریعت کے احکام میں ضرورت کو معتبر مانا ہے اور اس کے لئے متعدد قواعد وضع فرمائے ہیں جیسے۔ **الضرورات تبیح المحظورات** (یعنی ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح کردیتی ہیں)، **المشقة تجلب التیسیر** (مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے)، **اذا ضاق الامر اتسع، الضرر یزال**، اوران قواعد کے تحت فروع کثیرہ کو ذکر فرمایا ہے جن میں ضرورت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۶،۵۔محرمات شرعیہ کی اباحت میں ضرورت کا اثر ودخل اور حکم ضرورت کی تفصیلی کیفیت:

محرمات شرعیہ میں ضرورت کے موثر اور معتبر ہونے کی تفصیل نمبر ۴ پر مذکور ہو چکی ہے۔ اب اس پر غور کرنا ہے کہ کیا سبھی محرمات میں ضرورت کے حکم کی کیفیت یکساں ہے یا اس میں تفاوت وتفصیل ہے۔

اس سلسلے میں کتب اصول وفقہ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حکم ضرورت کی کیفیت تمام محرمات میں یکساں نہیں ہے بلکہ محرمات کی مختلف اقسام کا حکم بھی مختلف ہے۔ اولاً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ محرمات میں ضرورت کی تاثیر سے متعلق حکم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حکم اخروی۔

(۲) حکم دنیوی...... حکم اخروی کے اعتبار سے محرمات شرعیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اگر یہ محرمات ماکولات ومشروبات کے قبیل سے ہیں، جیسے مردہ، دم مسفوح، لحم خنزیر اور شراب، تو اس قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر اضطرار عذر سماوی جیسے بھوک کی وجہ سے ہو یا عذر غیر سماوی جیسے اکراہ ملجی کی وجہ سے ہو دونوں صورتوں میں ان محرمات کا استعمال مباح ہو جاتا ہے اور آخرت میں مواخذہ نہیں ہوتا بلکہ ان محرمات کو استعمال کرنا اپنی جان وجسم کی حفاظت کے لئے واجب ہے بلکہ صاحب الدرالمختار نے اس کو فرض لکھا ہے، **للنصوص التی ذکرت فی بحث اعتبار الضرورة من القرآن والحدیث.**

اگر کوئی آدمی ان محرمات سے بچے گا اور اکراہ کی وجہ سے قتل کردیا جائے گا یا بھوک کی وجہ سے مرجائے گا تو باوجود جان وجسم بچانے کی مباح تدبیر کے ہوتے ہوئے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے لہٰذا وہ گنہگار ہوگا اور آخرت میں مواخذہ ہوگا کیونکہ نصوص صریحہ سے اس کے لئے اس قسم کے محرمات کے استعمال کی اجازت ثابت ہے یہ نصوص بحث نمبر ۴ میں گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، **ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة** (بقرہ)

(۲) اگر یہ محرمات ممنوعات عبادات کے قبیل سے ہیں، جیسے اکراہ ملجی کی وجہ سے قلبی ایمان کے اطمینان کے ساتھ (معاذ اللہ) صرف زبان سے کلمہ کفر بولنا حضرت نبی اکرم ﷺ کی شان میں (معاذ اللہ) صرف زبان سے سب وشتم کرنا یا نماز، روزہ، حج وغیرہ کو فاسد کرنا، تو اس قسم کا حکم یہ ہے کہ ان محرمات کے کرنے کی رخصت ثابت ہوتی ہے اور اس کی حرمت باقی رہتی ہے۔

لقوله تعالیٰ من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم۔ (النحل ۱۰۶)

ولحديث عمار بن ياسر رضى الله عنه اخذ المشركون عمار بن ياسر ولم يتركوه حتى سب النبى ﷺ وذكر الهتهم بخير ثم تركوه فلما اتى النبى قال ما تركت حتى نلت منك و ذكرت آلهتهم بخير قال فكيف تجد قلبك قال مطمئنا بالايمان قال صلى الله عليه وسلم فان عادو افعد۔ (ہدایہ آخرین)۔

اور اگر کوئی آدمی یہ حرام کام باوجود رخصت کے نہ کرے اور اپنے جان یا جسم کے نقصان کو برداشت کرلے تو یہ افضل ہے اور وہ مستحق ثواب ہوگا کیونکہ اس نے حرام ہی سے اجتناب کیا ہے اور عبادت کی خاطر جانی یا جسمانی نقصان اٹھایا ہے۔

لحديث سعيد بن زيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون اهله فهو شهيد۔ (ترمذی شریف ۱/۲۶۱)

اگر یہ فعل حرام مال مسلم کو باکراہ ملجی ہلاک کرنے کے قبیل سے ہو تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ یہ اتلاف عذر اکراہ واضطرار کی وجہ سے مرخص ہوگا، لیکن اگر کوئی اس حرام سے بچے تو ماجور ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، **كل المسلم على المسلم حرام دمه و عرضه وماله**، اسی حدیث کے پیش نظر باکراہ شتم مسلم کا حکم بھی رخصت مع الحرمہ ہے۔

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی	چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

(۳) اور اگر محرمات باکراہ ملجی مسلمان کو ناحق قتل کرنے، یا اس کو کوئی جسمانی نقصان پہنچانے، یا والدین کی مار پیٹ کے قبیل سے یا زنا کے قبیل سے ہوں، تو اس قسم کا حکم یہ ہے کہ نہ اس میں اباحت ہے اور نہ رخصت ہے اور یہ افعال بہر صورت حرام اور موجب گناہ ہیں۔

لقوله تعالیٰ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰه الا بالحق (الاحزاب۔ ۵۸) وقوله تعالیٰ. والذین یوذون المومنین و المومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا (بنی اسرائیل۔۳۳) وقوله تعالیٰ. ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما (بنی اسرائیل۔۲۳) وقوله تعالیٰ. ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة ومقتا وساء سبیلا (بنی اسرائیل۔۳۲)

اب تینوں قسم کے محرمات کے حکم دنیوی کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی قسم میں شراب پینے پر کوئی حد واجب نہیں ہوتی اور دوسرے محرمات کے اکل وشرب پر کوئی تعزیر عائد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ کام اس کے لئے مباح بلکہ واجب تھا۔

دوسری قسم کا حکم دنیوی یہ ہے کہ باکراہ کلمہ کفر سے کفر کا حکم ثابت نہ ہوگا اور باکراہ فاسد کردہ عبادات کی قضاء لازم ہوگی اور اتلاف مال کی صورت میں مکرہ (بالکسر) پر ضمان آئے گا نہ کہ مکرہ (بالفتح) پر کیوں کہ معنوی اعتبار سے مکرہ (بالکسر) ہی متلف مال ہے اور مکرہ (بالفتح) تو صرف آلۂ کار ہے۔

تیسری قسم کا حکم دنیوی یہ ہے کہ باکراہ قتل، یا قطع عضو کی صورت میں طرفین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حکم یہ ہے کہ مکرہ (بالفتح) علی القتل او القطع پر قصاص نہیں آئے گا بلکہ مکرہ (بالکسر) پر آئے گا کیونکہ اس صورت میں در پردہ مکرہ (بالکسر) ہی قاتل ہے اور مکرہ (بالفتح) تو آلۂ قتل کے مشابہ ہے،

وقد روی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال عفوت عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرهوا علیه.

اور باکراہ زنا کی صورت میں حکم دنیوی یہ ہے کہ اس پر حد جاری نہ ہوگی بلکہ عقر لیا جائے گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تیسری قسم کے محرمات کے حکم دنیوی میں ضرورت موثر ہوتی ہے۔

یہ سب تفصیل شامی جلد ۵، بدائع جلد ۷، ہدایہ آخرین، نور الانوار اور تیسیر التحریر سے ماخوذ ہے۔

اگر چہ تو بیکار پتھر مرمر ہے لیکن کسی صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو گوھر بن جائے گا

۸۔ضرورت پر مبنی حکم کی حیثیت:

ضرورت عامہ ومشقت عامہ کے احتمال قوی کی وجہ سے نصوص شرعیہ نے جن احکام کو مشروع کردیا ہے جیسا کہ بیع سلم، استصناع، اجارہ، مزارعت، مضاربت ان احکام کی حیثیت تو مستقل اور عام ہے، ان احکام پر عمل کرنے کے لئے اب افراد مکلفین میں تحلق، ضرورت اور مقدار ضرورت شرط نہیں ہے، اور ضرورت خاصہ ومشقت خاصہ کے تحلق کی صورت میں جن حرام چیزوں کے استعمال کی حلت و اباحت کا حکم ہے یا جن حرام افعال کی رخصت کا حکم ہے اس حکم کی حیثیت نصوص وقواعد سے ثابت شدہ حکم عام سے استثنائی ہے اور حکم عارضی کی ہے لہٰذا تحلق ضرورت کے بغیر اور مقدار ضرورت سے زائد جائز اور حلال نہیں ہے۔ فقہاء کرام نے فرمایا:

ما ابیح للضرورة یتقدر بقدرھا اور ما جاز بعذر بطل بزواله.

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆

WOULD YOU LIKE TO KNOW SOMETHING ABOUT ISLAM ?

By : Mohammad M. Ahmed

Really a book that tells you everything about Islam being criticized in the western society.

The book that clears up the misconceptions and misunderstandings about Islam.

The book bridges the gap between Muslims & Non Muslims.

Published by: Crescent Book Inc. P.O.Box 786Wingdale NY 12594-1435 www.crescesnt-books.com

E.mail: info@crescent-books.com

وقت محنت می بری زاللہ بو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو